تجدید کے اصول و ضوابط

امام مسجد الحرام فضیلۃ الشیخ ڈاکٹر عبدالرحمٰن السدیس حفظہ اللہ

حمد وثناء کے بعد:

اللہ کے بندو! پرہیزگاری کا طریقہ اپناؤ، یہی طریقہ دنیا وآخرت کا بہترین سرمایہ ہے۔ ''کامیاب وہی ہیں جو اللہ اور رسول ﷺ کی فرماں برداری کریں اور اللہ سے ڈریں اور اس کی نافرمانی سے بچیں۔'' [النور:۵۲] اگر اس دنیا سے تم تقویٰ اپنائے بغیر ہی گزر گئے اور پھر آخرت میں تمہیں ایسے لوگ ملیں جنہوں نے اس دنیا میں پرہیزگاری اختیار کی تھی، تو تمہیں شدید ندامت ہوگی کہ تم ان جیسے نہیں بن سکے اور ان کی طرح اپنی آخرت کی تیاری نہیں کر سکے۔

اے مسلمانو! دانش مندوں سے یہ بات پوشیدہ نہیں، بلکہ بڑی بڑی اور طاقتور تہذیبوں نے بھی یہ گواہی دی ہے کہ ہماری واضح اور روشن اسلامی شریعت نے دنیا کی ظلمات کو نور میں بدل دیا ہے۔ دنیا والوں کے سخت حسد اور شدید کینے کے مقابلے میں بھی اپنے واضح اور ناقابل تبدیل اصولوں کی بدولت قائم رہنے میں کامیاب رہی ہے اور دنیا والوں میں اپنی عظیم رحمت اور بلند اخلاق کا بیج بونے میں کامیاب ہوئی ہے۔ یہ شریعت، انتہائی کشادہ اور وسیع شریعت ہے۔ اس کے پھول اور پتے انتہائی خوشبودار ہیں، شمولیت اور کمال اس کی خاصیتیں ہیں اور یہ لوگوں کی دنیا اور آخرت کے معاملات کو سدھارتی ہے۔ احکامِ شریعت تو صرف اور صرف اللہ اور اس کے رسول ﷺ سے لیے جاتے ہیں۔ یہ ہمارے دینِ قویم کا عظیم اصول ہے۔ اللہ تعالیٰ نے نبی اکرم ﷺ کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا: ''اے نبی ﷺ! پھر ہم نے تم کو دین کے معاملہ میں ایک صاف شاہراہ (شریعت) پر قائم کیا ہے لہٰذا تم اسی پر چلو اور اُن لوگوں کی خواہشات کا اتباع نہ کرو جو علم نہیں رکھتے۔'' [الجاثیہ:۱۸]

اے مسلمانو! ہماری واضح اور پُرنور شریعت دنیا وآخرت کے حوالے سے لوگوں کو فائدہ پہنچانے والے جامع اصولوں سے بھری پڑی ہے۔ اس کی نصوص، اس کے مقاصد، اس کی حکمتوں اور اس کے شاندار قواعد کی بدولت ہی دنیا میں عدل، حکمت، نرمی اور آسانی پھیلی ہے۔ اس میں اجتہادی مسائل اور عصر جدید میں

پیش آنے والے نئے مسائل کے احکام بھی موجود ہیں۔ شریعت نے ان احکام کو بھی واضح کیا ہے اور ایک میزانِ دقیق، طے شدہ معیار اور واضح اصولوں کے مطابق ان میں بھی حلال وحرام کو واضح فرمایا ہے۔ انہی اصولوں پر علمائے اسلام اور مجتہدین امت عمل کرتے رہے ہیں اور انہی اصولوں کی بدولت معاشروں اور افراد کی فلاح و بہبود ممکن ہوسکی ہے، انہیں اپنا کر اجتہادی اور جدید مسائل میں صحیح اور درست رائے قائم کی جاسکتی ہے۔ یہ شریعت کوئی جامد شریعت نہیں، اس کے احکام خشک، یا بہتری اور ترقی سے مستثنٰی نہیں ہیں۔ بلکہ یہ انتہائی لچک دار اور ہر دم ترقی کرنے والی شریعت ہے۔ یہ عصر حاضر کے تقاضوں اور جدید ٹیکنالوجی کے مطابق ڈھلنے کے خلاف ہرگز نہیں، بلکہ یہ مسائل اور نتائج میں کمال توازن برقرار رکھتی ہے، طے شدہ اصولوں اور قابل ترمیم احکام کو مدنظر رکھتی ہے، اصول پرستی اور تجدید پر بیک وقت عمل کرتی ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ تجدید بڑا پُرکشش لفظ اور معنی خیز کلمہ ہے۔ اس پر عمل کرنے کیلئے بہت بڑی عقل کی ضرورت ہے۔ آیات واحادیث سے احکام نکالنے میں کمال مہارت درکار ہے، مسائل کی فرعی تقسیم، چھوٹے مسائل کو اصولی مسائل کے ساتھ ملانے، فرعی مسائل کو طے شدہ اصولوں پر ڈھالنے، فقہی اصولوں پر مسائل کو جانچنے اور ہر مسئلے کو شریعت کے مقاصد کے مطابق پرکھنے کی کمال صلاحیت درکار ہے تاکہ کسی بھی مسئلہ کے متعلق صحیح شرعی حکم صادر کیا جاسکے۔

امام ابوداؤد اور امام حاکم نے صحیح سند کے ساتھ روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ امت کیلئے ہر ایک سو سال کے بعد ایسا شخص ضرور بھیجتا ہے جو اس کے دین کی تجدید کردیتا ہے۔ اے مومنو! تجدید کے روشن اور جگمگاتے اصول اور پُرنور ضوابط ہمارے دین کا حصہ ہیں۔ ان میں سے ایک اہم ترین اصول یہ ہے کہ تجدید کتاب وسنت کے کسی حصے کے خلاف نہ ہو اور شریعت کے مقاصد میں سے کسی مقصد کی زد پر نہ ہو، کیونکہ تجدید میں اگر کتاب وسنت کی حفاظت کا بھی خیال نہ رکھا گیا تو شریعت کی بقا بھی ممکن نہیں رہے گی۔ مقاصد شریعت کی اہمیت اتنی زیادہ ہے کہ شریعت انہی کی حفاظت کیلئے بنائی گئی ہے۔

امام ابن عاشور رحمہ اللہ فرماتے ہیں: شریعت کا بنیادی مقصد یہ ہے کہ دنیا کا نظام صحیح طرح چل سکے اور لوگوں کیلئے ایسے اصول وضع کیے جائیں جن کی بدولت وہ ہلاکت اور فساد سے محفوظ رہ سکیں۔

تجدید کے بنیادی اصول میں سے ایک یہ بھی ہے کہ اس میں اہل علم اور اہل حل وعقد ہی ہاتھ ڈالیں

کیونکہ شریعت کے مقاصد کو سمجھنے اور ان کے مطابق مسائل کو ڈھالنے کیلئے ایسے اہل علم کی ضرورت ہے جو اجتہاد میں کمال کی مہارت رکھتے ہوں، دین کی بنیادوں کو ٹھیک طرح سمجھتے ہوں، دین کے اصولوں کو خوب جانتے ہوں اور ہر مسئلے کو شریعت اسلامیہ کے میزان میں ڈال کر جانچ سکتے ہوں۔

اسی طرح یہ بھی ضروری ہے کہ تجدید صرف فرعی مسائل میں، دین کے چھوٹے حصوں میں، شرعی مقاصد تک پہنچنے کے طریقوں میں، لفظوں کے چناؤ اور جملے کی ترتیب میں اور اس سے ملتے جلتے احکام میں ہو۔ شرعی مسائل کی ایک خاصیت یہ ہے کہ ان میں بڑی لچک پائی جاتی ہے اور یہ ہر جگہ اور ہر زمانے میں قابل عمل ہوتے ہیں۔ ان میں ہر انسان کے حالات، زندگی کے بدلتے احوال، معاشروں کے اختلاف، رسم و رواج کے تنوع اور خصوصی حالات کو مدنظر رکھا گیا ہوتا ہے۔ شریعت بھی یہی سمجھتی ہے اور عقلی تقاضا بھی یہی ہے کہ شریعت میں ان تمام چیزوں کا خیال رکھا جائے۔

تجدید کے اصول میں سے ایک یہ بھی ہے کہ یہ شریعت کے کسی اہم مقصد کی تکمیل کیلئے کی جائے یا کسی ایسی برائی کو ٹالنے کیلئے کی جائے جس کا آنا یا تو یقینی ہو یا اس کا احتمال بہت زیادہ ہو۔ کیونکہ یہ شریعت کے احکام لوگوں کی دنیا و آخرت سنوارنے کیلئے آئے ہیں۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے بھی اپنے دور میں پیش آنے والے نئے مسائل میں اجتہاد کیا اور شریعت کے مقاصد کو دیکھتے ہوئے جدید مسائل کے احکام وضع کیے۔ مثال کے طور پر نقصان کی صورت میں صنعت کاروں کو ذمہ دار ٹھہرانا، دفتری رجسٹر بنانا اور قرآن کریم کو ایک ہی کتاب میں جمع کرنا۔ یہ کام صحابہ رضی اللہ عنہ نے اسی لیے کیے تھے کہ یہ شریعت کی روح اور اس کے مقاصد سے متصادم نہیں بلکہ یہ اس کے عین مطابق ہیں۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ تجدید، خواہش، ذاتی رغبت، پسند ناپسند اور انفرادی آراء کی بنا پر نہیں کی جاتی۔

اسی طرح تجدید کیلئے ضروری ہے کہ کتاب وسنت کی صحیح اور درست سمجھ کو غلط تشریحات اور تاویلات سے ممتاز کیا جائے۔ آیات و احادیث میں سے شرعی احکام کو اخذ کرنے کے طریقہ کار میں سلف صالحین کے طریقے پر چلا جائے اور اس طریقے کے خلاف جانے والے تمام طریقوں کو شرعی نظر سے دیکھ کر خوب پرکھا جائے اور شریعت سے قریب ترین رائے کو راجح قرار دیا جائے۔ اسی طرح اقدار کے مقاصد کو بھی شریعت کی نگاہ سے دیکھنا چاہیے اور ان کے مفید یا ضرر رساں ہونے کا فیصلہ خواہشاتِ نفس کے مطابق نہیں بلکہ شریعت

کے طے شدہ اصولوں کے مطابق کرنا چاہیے۔

امام شاطبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: جن مصلحتوں سے لوگوں کی زندگی درست ہوتی ہے، انہیں ان کے خالق اور موجد کے سوا کوئی صحیح طرح نہیں جان سکتا۔ انسان کو ان مصلحتوں کے بہت تھوڑے پہلوؤں کا علم ہوتا ہے اور جو پہلو اس سے پوشیدہ ہوتے ہیں وہ معلوم پہلوؤں سے کہیں زیادہ ہوتے ہیں۔ کتنے لوگ ہیں، جو ایک کام کرنا چاہتے ہیں، مگر وہ کبھی بھی اپنے مقصد کو حاصل نہیں کر پاتے یا اپنی محنت کا پھل کبھی کھا نہیں پاتے۔ اگر معاملہ ایسا ہی ہے تو ہمیں چاہیے کہ جس چیز کو شریعت نے مصلحت تسلیم کیا ہے، ہم بھی اسی کو مصلحت تسلیم کریں کیونکہ ایسا کرنے سے ہی مصلحت حاصل ہو سکتی ہے۔

اے امت اسلام! جہاں تک اختلافی مسائل کا معاملہ ہے تو ان کے حوالے سے ہمارے دل کشادہ ہونے چاہئیں، اختلاف کرنے والے اور جن سے اختلاف کیا جائے، دونوں کو رواداری کا مظاہرہ کرنا چاہیے، دوسرے کو غلط کہنے کی جسارت نہیں کرنی چاہیے۔ شریعت میں یہ بات تو طے شدہ ہے کہ جس معاملے میں اختلاف کی گنجائش موجود ہو ان میں اختلاف کرنے والے کو کبھی غلط نہیں کہا جاتا۔ فتویٰ زمانے، علاقے، معاشرے، حالات، عادات وتقالید اور افراد کے لحاظ سے تبدیل ہوتا رہتا ہے۔ مگر حکمران کا حکم اختلاف کو ختم کر دیتا ہے اور اس کا حکم مصلحت کے مطابق ہی ہوتا ہے۔

اے اہل ایمان! ان اہم اصولوں کو سمجھنے کے بعد ہمیں چاہیے کہ اسلام کی روشن تہذیب کو اپنانے کی کوشش کریں، جو کہ انسان کی تہذیب اور لوگوں کی ترقی کا سب سے بڑا ذریعہ ہے ہمیں چاہیے کہ امت کے علماء حکمرانوں اور دانشمندوں کو دعوت دیں کہ وہ دین کے طے شدہ اصولوں پر قائم رہتے ہوئے احکام دین کی تجدید کیلئے چند بنیادی اصولوں پر اتفاق کر لیں۔ سب مل کر ایک ایسا لائحہ عمل تشکیل دیں کہ جس کی بدولت امت کو فتنوں سے بچایا جا سکے، اس کے مسائل حل کیے جا سکیں اور اس کی نسل کی جانوں کی حفاظت کی جا سکے۔ یہ تب ہی ممکن ہو سکتا ہے جب عالم اسلام کے کچھ علاقوں سے جنگوں اور لڑائیوں کے اسباب کو ختم کر دیا جائے گا۔ فرقہ واریت جیسی برائی اور علاقائی تعصب جیسی مذموم عادت کو جڑ سے اکھیڑ دیا جائے گا۔ اکثر جھگڑوں، لڑائیوں، بدترین فتنوں اور امت میں عدم استحکام کے پھیلاؤ کا سبب ایسے ہی تعصب ہوتے ہیں۔

اسلامی شریعت ہدایت اور استقامت کی شریعت ہے، وسطیت اور اعتدال کی شریعت ہے، رحمت اور

رواداری کی شریعت ہے، امن اور استحکام کی شریعت ہے، سکون اور سلامتی کی شریعت ہے۔فرمان الٰہی ہے:
''یہی میرا سیدھا راستہ ہے لہٰذا تم اسی پر چلو اور دوسرے راستوں پر نہ چلو کہ وہ اس کے راستے سے ہٹا کر تمہیں پراگندہ کر دیں گے، یہ ہے وہ ہدایت جو تمہارے رب نے تمہیں کی ہے شاید کہ تم کج روی سے بچو۔'' [الانعام:۱۵۳] اس کے ساتھ ساتھ ہم اللہ سے دعا گو ہیں کہ وہ گھات لگا کر بیٹھے سخت دشمنوں سے اور چالبازیاں کرنے والے دشمنان دین سے ہماری اُمت کی حفاظت فرمائے! یقیناً! وہ دعا سننے والا اور آرزویں پوری کرنے والا ہے۔

دوسرا خطبہ

حمد وصلوٰہ کے بعد:

اللہ کے بندو! اللہ سے ڈرو اور دین کی مضبوط رسی کو سختی سے تھام لو۔گمراہ کن فتنوں سے بچو۔ایسا کرو گے تو عزت کے بلند ترین مقام کو پالو گے۔مسلمان جماعت سے جڑے رہو کیونکہ اللہ کا ہاتھ جماعت کے ساتھ ہے اور جو جماعت سے الگ ہو جاتا ہے وہ جہنم میں جا گرتا ہے۔

اے امت ایمان! اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کو یاد کرنا چاہیے اور ان کا ذکر کرنا چاہیے۔ چنانچہ ہم اعتراف کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اس ملک کی صورت میں ہمیں ایک شاندار نعمت عطا فرمائی ہے جو شرعی، اخلاقی اور تہذیبی اصولوں پر قائم ہے۔ یہ دوسرے ملکوں کیلئے ایک شاندار نمونہ اور اچھے اخلاق پر قائم رہنے میں ایک بہترین مثال ہے۔اس لیے ہم سب کی ذمہ داری ہے کہ ہم اس کا ساتھ دیں، تعمیر و ترقی، اتحاد و اتفاق اور اس کی تہذیب پر ہونے والے بدترین حملوں کا مقابلہ کرنے میں اس کے حکمرانوں اور اس کے علماء کے ساتھ کھڑے ہوں۔یہی وہ ملک ہے جہاں حکمت کے ساتھ بھلائی کی دعوت دی جاتی ہے، یہاں نرمی بھی ہے درست اور پاکیزہ طریقہ بھی ہے۔منہج حق کی پیروی کا نتیجہ بھی یہی ظاہر ہوا ہے، یہاں بردباری اور علم کے راستے بھی روشن ہیں۔

اس بابرکت ملک میں، بابرکت حکمرانوں بالخصوص باعزم و ہمت، الہام اور اللہ کی رہنمائی پانے والے نوجوان ولی عہد کی سرپرستی میں، عوام کی ضروریات کو جانتے اور سمجھتے ہوئے اور انہیں اہمیت دیتے ہوئے تجدید کی جو لہر چلی ہے، اس کی بدولت یہ ملک ولی عہد کے شاندار وژن اور دُور اندیش ترقیاتی منصوبوں کے راستے پر گامزن رہے گا، چاہے چیلنج بہت زیادہ یا دباؤ بہت شدید کیوں نہ ہو جائیں۔اس تجدید کو روکنے اور اس

ملک کو دھمکانے کی تمام کوششوں کو بالآخر مایوسی کا سامنا ہوگا اور بین الاقوامی امن وامان پر اس کا الٹا اثر ہوگا۔

ہمارا یہ بابرکت ملک باعزت اور باوقار رہے گا، چاہے تہمتیں بڑھ جائیں یا جھوٹی خبریں پھیل جائیں، یا اس کے خلاف میڈیا میں مذموم حملے ہو جائیں۔ ان ساری چیزوں کے باوجود یا ملک اپنے اصول و مبادی پر ڈٹا رہے گا۔ اس کا بھروسہ صرف اور صرف اللہ تعالیٰ پر ہے اور اس کے بعد اسے اپنے حکمرانوں کی حکمت اور شہریوں کے اتحاد پر اعتماد ہے۔ ان امتیازات کی بدولت ان شاء اللہ یہ ملک ہر طرح کے جھوٹے دعوؤں اور تمام ناکام کوششوں کا مقابلہ کرے گا اور تاریخ اس کی سب سے بڑی گواہ ہے۔ اس کے خلاف کی جانے والی ہر سازش، ایک ارب سے زیادہ مسلمانوں کے جذبات کو ٹھیس پہنچاتی ہے۔ یہ اُن کا قبلہ ہے۔ اُن کے حج اور عمرہ کی جگہ ہے۔ ان کے دین کا مرکز ہے۔ ان کے دل بھی اسی سے جڑے ہوئے ہیں۔

ہم انصاف پسند لوگوں کے موقف کو، عقل وحکمت پر مبنی بیانات کو سراہتے ہیں جن میں ٹھہراؤ اور حق کا ساتھ دینے کا جذبہ نظر آتا ہے جو مبنی بر حقیقت ہیں اور جن میں اندازوں اور گمان پرستی سے دوری نظر آتی ہے۔ ایسے انصاف پسند لوگ الزامات اور جھوٹی خبروں کی بنیاد پر کوئی موقف اختیار نہیں کرتے۔ فرمان الٰہی ہے:

''بُری چالیں اپنے چلنے والوں ہی کو لے بیٹھتی ہیں۔'' [فاطر:۴۳]

اسی طرح فرمایا: ''اللہ اپنا کام کر کے رہتا ہے، مگر اکثر لوگ جانتے نہیں ہیں۔'' [یوسف:۲۱] ایک اور جگہ فرمایا: ''عزت تو اللہ اور اس کے رسول ﷺ اور مومنین کیلئے ہے مگر یہ منافق جانتے نہیں ہیں۔'' [المنافقون:۸]

اے اللہ! حق کے مطابق عدل کے فیصلے کرنے والے، بلند مقام اور عظیم مرتبے والے خلفائے راشدین، ابوبکر، عمر، عثمان اور علی رضی اللہ عنہم سے، تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے، پاکیزہ امہات المؤمنین سے، تابعین سے اور قیامت تک ان کے نقش قدم پر چلنے والوں سے راضی ہو جا۔ اے سب سے بڑھ کر رحم فرمانے والے! اپنی خاص رحمت فرما کر ہم سب سے بھی راضی ہو جا۔

ضروری اعلان

مجلّہ ''حرمین'' کے قارئین نوٹ فرمالیں کہ سال کی آخری رسالے میں سال بھر کے مضامین کا ''اشاریہ'' دیا جاتا ہے، لیکن اس مرتبہ معقول وجوہات کے پیش نظر اسے اگلے شمارے کے لیے مؤخر کر دیا گیا ہے۔